تابع ہو وقوع اور مطابقت مین علم الٰہی کا بوجہ اصالت فعل کے
پس علم بوقوع فعل عبد علت وقوع فعل عبد نہین ہے بلا مزیہ بلکہ افعال
اختیاریہ عبد قصد و قابوی عبد سے واقع ہوتے ہین اور اسیوجہ سے استحقاق جزا
و ثواب موافقت حکم مین اور استحقاق سزا و عقاب مخالفت حکم مین
واسطے عبد کے حاصل ہوتا ہی پس تقدیر کرنے مین سوائے اظہار علم کامل باری
کی کوئی نقص والزام ذات قادر منعام پر عائد و وارد نہین ہو سکتا ہی
لانہ تعالی شانہ لایفعل قبیحًا ولا یخل بواجب یعنی اسلیے کہ
وہی اللہ تعالی نہین کرتا ہی کوئی فعل قبیح بوجہ علیم و قادر و غنی بالذات
ہونیکے اور اخلال کرتا نہین یعنی ترک کرتا نہین کسی فعل واجب
الوقوع کو حسب ارادہ و حکمت کاملہ خود فانہ علیم حکیم قدیر
الحاصل تقدیر ایک اظہار و بیان ہے امر واقعی حتمی الوقوع کی وقوع
کا عبد سے حتمًا باختیار عبد بلا جبر جابر اور دلیل قطعی اسپر امر و نہی کا
ہونا بعد التقدیر اسکی طرف سے عبد پر اور متابعت امر و نہی پر وعدہ جزا
اور مخالفت امر و نہی پر وعید سزا کا ہونا واسطے عبد کے اور جبر مین

عبد لائق سزا ہی نہ مستحق جزا کما لا یخفی علی اہل البصیرۃ واولی النہی
پس تقدیر اجبار نہیں ہی بلکہ اخبار ہی وقوع تمی سے ہر واقعہ عبد کے
از جانب عالم ازلی صادق البیان کہ جسکے خلاف کا وقوع نہیں ہے
اس عبد سے ورود وہم وگمان اور شرع کا جاری کرنا یعنی امر ونہی کا
جاری کرنا عبد پر بعد التقدیر نہیں ہی مگر اختیار وامتحان عبد
بفعل عبد بحسن اختیار خود اور بترک عمل بسوء اختیار خود اور وجہ
اس اختیار وامتحان کی یہ ہی کہ تا منکشف ہو جائے سب پر حال
تابع وتارک دونوں کا پس تابع کو بوجہ متابعت حکم کی جزا وثواب
دیا جاوے اور تارک کو بسبب مخالفت حکم کی سزا وعقاب اب رہا
یہ شبہہ کہ ہر گاہ خدا کو علم تھا عدم تحمل ایمان کا بہ نسبت کسی کافر
کی یا علم تھا عدم ترک فسق کا بہ نسبت کسی فاسق کے تو ایسے کافر کو حکم
ایمان لانیکا اور فاسق مذکور کو حکم ترک فسق کا کیوں دیا در حالیکہ
موافق اپنی علم کامل کے وہ بکتابت تقدیر کر چکا تھا کہ نہ وہ کافر
ایمان لائیگا مثل فرعون اول کے اور نہ وہ فاسق ترک فسق کریگا

مثل فرعون ثانی کے پس یہ حکم عبث ہوا اور بیکار پس دفعہ اس شبہہ کا اسطرح ہی کہ کافر و فاسق اپنے کفر و فسق مین مجبور نہین نہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا البتہ علم الٰہی مین اونکا نہ ایمان لانا اور نہ اطاعت کرنا گذرا ہی اور صرف علم عدم ایمان و اطاعت مانع خطاب نہین ہوتا ہی ہان اگر مسلوب الاختیار ہوتی تو خطاب بایمان و اطاعت قبیح ہوتا و اذلیس فلیس اور یہان سبب خطاب کا محض ختم حجت ہی عبد پر جانب معبود سے حسب قول خود باری تعالیٰ فللّٰہ الحجۃ البالغہ اسی لئے ہمیشہ خدا کی حجت بندہ پر تمام ہوا کرتی ہی خدائے تعالیٰ کبھی محجوج و ملزم نہین ہوتا ہی اور بندہ کی حجت کبھی خدا پر تمام نہین ہوتی ہی بلکہ بندہ ہمیشہ محجوج و ملزم ہوتا ہی بمقابل خدا پس اگر صرف علم عدم ایمان و اطاعت کی وجہ سے خدا اونسے خطاب نفرماتا اور قیامت مین کفر و فسق پر عذاب کرتا تو امر بالعکس ہو جاتا یقیناً بدیہۃً اس لئے کہ بندہ اپنی ماخوذ ہونے پر یہ کہتا کہ اے خدائے عادل تونے خطاب ایمان لانے اور ترک فسق کا مجکو کب کیا کہ مین ایمان لاتا اور ترک

فسق کرتا تیرے خطاب نہ کرنے سے مین نہ ایمان لایا اور نہ ترک فسق کیا
مجکو تو ماخوذ کیون کرتا ہی پس اس صورت مین خدا محجوج و ملزم بندہ
سے ہوتا اور حجت بندہ کی خدا پر تمام ہوتی نہ حجت خدا کی بندہ پر
اور وہ اصلا صحیح نہین ہی عقلا و نقلا پس خطاب اتماما للحجۃ
من رب الارباب واقع ہوا نہ عبث و بیکار الغرض
یہی دونون امر و نہی مدار جزا و سزا ہین بہ نسبت ہر عبد کے
روز جزا از جانب خالق بہمیتا چنانچہ اسیطرف مشیر ہے
کلام ملک علام مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ
پس اس بیان با برہان سے تقدیر و شرع دونونکا اجتماع بلا امتناع
صحیح ثابت رہا بلا خفا واللہ ھو الھادی الی طریق مستقیم
قررہ و حررہ و رتبہ و ھذبہ العبد القاصر العاصے
رضا علی عفی عنہ فی اخر الیوم من اخر الربعین سنہ ۱۳۰۲ھ

اِنّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيلَ اِمّا شاكِراً وَاِمّا كَفُوراً



# رساله حل التقيد

[illegible] سلمہ اللہ بطول بقائہ مصنفہ جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول [illegible] ١٣١٨ھ

در تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر طبع شد

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

## سوال عسیر الانحلال

امسال محمود آباد مین بتاریخ ہشتم ماہ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ
کہ روز تقسیم حاضری حضرت عباس علیہ السلام تھا مجمع عام
مین شیعون کے ایک شیعہ ساکن بہوا نے اس حقیر سے یہ سوال کیا
کہ جناب والا ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ مقدر جانب خدای تعالیٰ
سے حق مین عبد کے ہوتا ہے وہی بندہ سے سرزد ہوتا ہی خواہ سرقہ
وزنا خواہ نماز و روزہ اور علاوہ مقدر کے کچھ بھی کسی بندہ سے
سرزد نہین ہوتا ہے پس اس صورت مین ہرگاہ ہر حال مین بندہ عاجز
تابع تقدیر رہا پس بندہ کا نہ سرقہ و زنا مین کوئی قصور اور نہ اکل حرام
مین کوئی جرم لازم آیا تا وہ سزا و عذاب کا مستحق ہو بلکہ جو کچھ کیا
اسنے اپنی تقدیر سے کیا نہ تقدیر مین ہوتا نہ یہ واقع کرتا پس بندہ
اپنے افعال مین تابع تقدیر خدا ہو کر مجبور و معذور ہوا

حالانکہ مذہب اہل حق مین بندہ فاعل مختار ہی غیر مجبور از جانب
رب غفور چنانچہ اسی وجہ سے بندہ اپنی نیکی پر ضرور جزا اور بدی پر
ضرور سزا پاتا ہی پس کیا مطلب صحیح ہی تقدیر مقدر کا تا بندہ
موفقت تقدیر مین خارج از مجبوریت ہووے اور فاعل مختار ہونا
اُسکا صحیح رہی بنا بر مذہب اہل حق کے اور ثواب و عقاب کے ضرور ہی مین
ہی باطل نہونے پاے اور حاصل سوال یہ ہی کہ پابندی تقدیر بندہ کو
پابند شرع نہین ہونے دیتی مثلاً بندہ کو سرقہ مین پابندی تقدیر پابند
شرع نہین ہونے دیتی ہی کہ وہ ترک سرقہ ہی پس شرع مقابل تقدیر
عبث و بیکار ہوگئی حالانکہ شرع ہرگز بیکار نہین ہوسکتی کہ
اسی شرع کی پابندی و مخالفت پر مدار جزا و سزا ہی من اللہ بروز
قیامت اور تقدیر اللہ بھی عبث نہین کہ فعل الحکیم العلیم ہرگز
عبث نہین ہوسکتا ہی فکیف التوفیق بینہما تا کہ صحیح رہے
تقدیر الحکیم اور بھی شرع او سی خدائے علیم کی اب آپ براہ ہدایت
ایسی عبارت صاف و صریح مین حل اس اشکال عسیر الانحلال کے

فرمائی کہ ہم ایسے جاہل بھی اوسکو سمجھ جائین اور فائدہ تامہ دینیہ

اوٹھائین۔ بینوا توجروا۔

## الجواب وباللہ التوفیق والتائید

آگاہ ہو سائل عاقل غیر غافل کہ مراد تقدیر سے کتابت لوح محفوظ ہی

اور تقدیر کرنیوالا مقدر کا نسبت مخلوقات کے وہ عالم الغیب والشہادۃ

قدیم ازلی ہی کہ جسکا علم عین ذات مثل ذات مقدم ہی ازلاً تقدیر

وصاحب تقدیر دونون پر حتماً ببراہین ساطعہ ودلائل قاطعہ

اور یہ دونون موخر ہین علم سے خدای تقدیر کنندہ کی جزماً بدیہتہً۔

پس معنی تقدیر کے یہ ہین کہ بندہ سے جو کچھ واقع ہونیوالا تھا بعد ہستی (معنی اول تقدیر کے)

وحیات بندہ کی قطعاً چونکہ وہی علم مین اسکی تھا لہذا اوسی علم کی

موافق اللہ تعالی نے مقدر کیا جو بندہ کرنیوالا تھا یعنی لوح محفوظ مین

لکھدیا کہ فلان امر فلان بندہ سے صادر ہوگا اور یہ نہین ہے کہ فعل مقدر

بوجہ تقدیر کے بندہ سے واقع ہوا ورنہ واقع نہوتا تا بندہ مجبور ومعذور

ہووے بلکہ اس تقدیر سے باریتعالی نے اپنے علم ازلی کو ظاہر کیا اور

وقفیت کو اپنی نسبت کل جزئیات وکلیات کے تا ہر وہ شخص کہ جو
تقدیر عبد پر قبل فعل عبد یا بعد فعل عبد مطلع ہو مثل ملائکہ و انبیا
وائمہ علیہم السلام کی بتفصیل جان لی کہ خداوند عالم عالم ہی کل
کلیات وجزئیات کا مخلوقات سے = اور ہرگز علم وقوع فعل عبد کا یا
بغرض اظہار علم لکھدینا اس فعل کا کسی نامہ مین علت وقوع فعل کے
نہین ہی عبد سے تا وہ عبد اس فعل کے واقع کرنے مین مجبور ومعذور
ہو جاے مثلاً زید کو علم وقوع سرقہ کا بنسبت کسی اپنے غلام کے تھا
اور بغرض اطلاع اپنے کسی دوست کی اسنے اس امر کو لکھ بھی دیا تھا اور
اوس غلام نے سرقہ کیا تو علم زید کا اور لکھدینا اوسکا سبب
سرقہ غلام کا نہوگا اسلئے کہ اگر قطع نظر کیجاے علم زید اور کتابت سے
توبھی وہ غلام سرقہ کرتا پس علم زید وکتابت زید کو کچھ بھی دخل
سرقہ غلام مین نہین ہوا تا غلام سرقہ پر مجبور ومعذور ہو کر غیر مستحق
سزا کا ہو اور اسی لئے زید کو عالم سرقہ کہتے ہین اور غلام کو سارق
کہتے ہین اسلئے کہ علت فعل سرقہ کی خود ذات غلام ہی نہ علم کسی

دوسریکا ہواسطے کہ سرقہ فعل اختیاری ہی خود سارق کا اور اسیوجہ
سے از جانب شرع قطع دست کا حکم ہوا نہ نسبت اسی سارق کے نہ بہ نسبت
عالم سرقہ کے ۔ پس تقدیر سے مقصود فقط اظہار علم عالم ہی بذریعہ
کتابت بوقوع فعل اختیاری از عبد بقابوی عبد اور اس اظہار علم از
ایکذرہ بھی تعلق جبر کا نہیں ہی عبد پر از جانب رب علیم و اکبر بدیہتہ
پس بندہ مختار ہی جزمانہ مجبور ہی نہ معذور اپنی افعال اختیاریہ مین
اصلا پس اگر وہ فعل عبد کا ماموربہ تھا شرعاً مثل نماز و روزہ کی تو
بجا اوری اس فعل کے حسن اختیار عبد سے ہوگی اور وہ عبد اپنی
اوس عمل خیر پر حتماً جزا و ثواب پائیگا روز جزا حسب وعدہ
صاحب شرع اور اگر وہ فعل منہی عنہ تھا شرعاً تو بجالانا اوسکا اوس
اختیار سے عبد کی ہوگا پس وہ عبد اپنے اس عمل بد پر بلاشبہہ سزا
وعقاب پائیگا بروز قیامت حسب وعید صاحب شرع موافق حدیث
ان خیرا فخیرا و ان شرا فشرا پس بندہ موافق تقدیر کے بجالانی
فعل پر ایکذرہ بھی مجبور نہوا اپنی عمل خیر و شر پر بدینوجہ کہ وہ عبد

عمل نیک کو بحسن اختیار خود بجا لاتا ہی اور عمل بد کو بسوء اختیار خود
بلا جبر کسی جابر کی اور اسی وجہ سے بندہ کو فاعل مختار کہتی ہین حسب
مذہب اہل حق ۔ پس وہ عبد فعل مامور بہ شرعی کی بجالانیمین مطیع
خدا ہو کر مستحق ثواب کا ہوتا ہی آخرت مین اور فعل منہی عنہ شرعی کے
بجالانیمین وہ عاصی و نافرمان اپنی مالک کا ہو کر مستحق عقاب کا ہوتا ہی
بروز قیامت پس عبد سرقہ مال و اکل حرام مین مجرم شرع ہو کر مستحق سزا
وعقاب کا ہوا جزماً بوجہ نافرمانی اختیاری کی اور موافقت تقدیر بحیثیت
مجبوری نہین ہوئی اسلئے کہ مقصود تقدیر سے فقط اظہار علم امر واقعی کا
ہی بذریعہ کتابت اور علم و کتابت اصلا سبب جبر نہین ہی عبد پر بدیہتہ
اور اسی عدم جبر سے ظالم پر خدا اپنی لعنت کو اور صائم پر اپنی رحمت
کو وارد و لازم کرتا ہی پس اگر عبد اپنے افعال اختیاریہ مین مجبور ہوتا
تو اوس پر نہ لعنت ہو سکتی نہ رحمت باری بوجہ بے اختیاری
بلکہ بندہ فاعل مختار ہی اپنے افعال اختیاریہ مین جیسا کہ گذرا اور اسی وجہ سے
عبد ظالم مستحق لعنت اور عبد صائم مستحق رحمت ہوتا ہی جانب

رب عادل سے الغرض تقدیر کرنا خدا کا علت وقوع فعل عبد نہین ہی
اور سوا کے اظہار علم کے اپنی اولیا اور احبا پر کوئی تعلق اسکو فعل عبد سے
نہین ہی پس تقدیر کرنیمین خدا کی ایکذرہ بھی جبر نہین ہی عبد پر جانب خدا
سے بدیہیۃ بلکہ وقوع حتمی فعل کا عبد سے نفس الامر مین سبب ہی تقدیر مقدر
کا نہ تقدیر مقدر سبب ہی وقوع فعل کا عبد سے مثل اسلئے کہ جیسا گھوڑا
نفس الامر مین تھا ویسے ہی تصویر اوسکی ہی اور یہ نہین کہہ سکتے کہ
جیسی تصویر تھی ویسا گھوڑا ہوگیا پس یہان بھی یہی حال ہی کہ جو فعل
اختیاری عبد کا جسطرح عبد سے نفس الامر مین واقع ہوئی ولا انتہا دنیا مین
علم اوسکا باریتعالی کو قبل سے ہوگیا اور یہ نہین کہہ سکتے کہ جیسا علم
الہی مین گذرا تھا ویسا ہی فعل عبد سے بتبعیت علم الہی واقع ہوا
حاصل یہ ہی کہ اسپ اصل ہی اور تصویر اوسکی تابع ہی مطابق ہونین
اصل اسپ کی پس نہین کہہ سکتے کہ اسپ تابع ہی مطابقت مین تصویر کا
بسبب اصالت اسپ کی پس اسیطرح فعل عبد اصل ہی اور علم اوسکا مطابق
اصل فعل عبد کی ہی اگرچہ مقدم ہوا اور ازلی ہو اور یہ نہین ہی کہ فعل عبد